

نظریہ تقادم اور اسلامی شریعت

ساجد الرحمن صدیقی کاندھلوی

پاکستان میں ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں یہ شعور و ادراک متاعِ گم گشتہ کی تلاش کا ایک شوقی فراوان بن کر ابھرا، اور اس شوق کے مظاہر افقِ وطن پر طلوع بھی ہوئے، چنانچہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ کو اسلامی حدود کے نفاذ کا اعلان ہوا۔ اور بالآخر مقدماتِ حدود کی سماعت کے لیے وفاقی شرعی عدالت منصفہ شہود پر جلوہ گرہ ہوئی۔

نظریہ تقادم کیا ہے | مقدماتِ حدود کی سماعت کے دوران مؤثر عدالت میں یہ مسئلہ بھی نہ بر غور آیا کہ اگر ان مقدمات میں شہادت نامناسب تاخیر کے ساتھ عدالت کے سامنے لائی جائے تو کیا یہ ایسا شبہ نہیں بن جاتی جو حد کے اسقاط میں مفید ہو۔ فقہ اسلامی میں اس صورتِ حال کو ”تقادم“ تاخیرِ شہادت“ اثباتِ حق میں تاخیر“ اور ”جرم کے ثبوت کی فراہمی میں تاخیر“ کے عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ایک قانونی اصطلاح کے طور پر ”تقادم“ ہی کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لیے ہم بھی اس تحریر میں آگے تمام مقامات پر تقادم کا ہی لفظ استعمال کریں گے۔

انگریز کی غلامی کا داغ ہماری پیشانیوں پر تاہنوز باقی ہے۔ ہمارے ملک میں ۱۹۰۸ء کے قانونِ میعاد (LIMITATION ACT) بھی موجود ہے۔ اور آج تک نافذ العمل بھی ہے۔ مگر میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ یہ قانون فقہ اسلامی کے نظریہ تقادم کی نسبت انتہائی محدود ہے اور فقہ اسلامی کا نظریہ تقادم اس قانون سے زیادہ جامع زیادہ مکمل

اور زیادہ عملی افادیت کا حامل ہے۔ سب سے بڑا فرق اُس تصور کا ہے جو ان دونوں میں کارفرما ہے۔ "قانون میعاد" ایک حاکم قوم کا قانون ہے، جو اُس نے اپنی غلام اور محکوم قوم کے حق محصول انصاف پر تحدیدات (LIMITATIONS) عائد کرنے کے لیے بنایا تھا تاکہ غلام قوم کے افراد حاکم قوم کے منصبین کے پاس اپنے غیر ضروری اور زائد المیعاد معاملات لے جا کر معزز منصبین کا وقت ضائع نہ کریں۔

جب کہ فقہ اسلامی کے نظریہ تقادم میں یہ جذبہ کہیں نظر نہیں آتا کہ مسلمان رعایا بلاوجہ اور غیر ضروری طور پر اسلامی عدالت کے فاضل قضاة کو تنگ نہ کریں، بلکہ اُس میں یہ روح کارفرما نظر آتی ہے کہ جس حد تک بشرط جواز ممکن ہو، اسلامی ریاست کے شہریوں کو سزا سے بچایا جائے، اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کیا جائے کہ: **إِذَا سَادَ وَالْحُدُودُ بِالشُّبُهَاتِ** (جہاں تک ممکن ہو شبہ کی صورت میں حد قاطع نہ دو)۔

تقادم میں یہ جذبہ نظر آتا ہے کہ ہر ممکن طریقہ پر اسلامی ریاست کی عدالتیں شہریوں کی جان و مال کا تحفظ کریں۔ اور اُن کے فیصلے شہریوں کے انفرادی اور اجتماعی مفادات میں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ نظریہ تقادم جب چوری کے جرم میں جاری ہوتا ہے تو چور قطعیدہ (لاحتہ کٹنے) کی سزا سے بچ جاتا ہے۔ لیکن عدالت اس امر کی بھی پابند ہوتی ہے کہ اگر جرم سرقہ ثابت ہو جائے تو چور سے مسروقہ مال مسروق منہ (جس کا مال چوری ہوا ہے) کو دلویا جائے۔ اس طرح نظریہ تقادم نے ایک جانب چور کو لاحقہ کٹنے سے بچایا، دوسری جانب جس کا مال چوری ہوا تھا، اُس کو اُس کا مال واپس دلویا اور تیسری جانب مسروق منہ کی لازمی نفسیاتی تشفی اور سابق کو جرم سرقہ سے آئندہ احتراز کرنے کے لیے اس پر سزائے نفیہ عائد کی۔ اور بلاشبہ یہ تینوں پہلو اسلامی ریاست کے شہریوں کے مفاد میں ہیں۔

تقادم اور فقہی نقلہ ہائے نظر | فقہ اسلامی میں تقادم کے معنی یہ ہیں کہ:-

۱۔ ارتکاب جرم کے بعد آنے والی شہادت میں بلا ضرورت قابلِ لحاظ تاخیر ہو جائے اور

عدالت کے سامنے یہ شہادت یا بیئہ تاخیر سے پیش کیا جائے۔

۲۔ عدالت میں ایک جرم ثابت ہو جانے اور اس کا فیصلہ ہو جانے کے بعد نفاذ سزائیں قابلِ لحاظ تاخیر ہو جائے۔

قصاص و دیت کے مقدمات میں تقادم نہیں ہے، کیونکہ قصاص حق العبد ہے، اور حقوق العباد مدت کے گزرنے سے ساقط نہیں ہوتے۔ البتہ جرائم حدود میں سے قین حدود حد زنا، حد سرقہ اور حد زہر۔ میں تقادم کو تسلیم کیا گیا ہے۔

تقادم کے مسئلہ میں خاصا فقہی اختلاف ہے۔ یعنی حدود ثلاثہ (زنا، سرقہ، شرب) میں فقہائے اخلاف کے نزدیک تقادم حد کو ساقط کر دینے والا شبہ ہے۔ جب کہ فقہائے ثلاثہ کے نزدیک حدود میں تقادم شرط نہیں ہے۔ البتہ تعزیرات میں تمام فقہائے نزدیک شرط ہے۔

اس فقہی اختلاف کی توضیح علامہ ابن الہمام نے چار اقوال کی صورت میں کی ہے اور فقہیہ عصر ابو زہرہ نے بھی ان آراء کو بیان کیا ہے۔

پہلی رائے | تقادم کا اصول تمام حدود میں جاری ہوگا، یعنی اگر کسی جرم حد کے ارتکاب کے بعد اس کی شہادت کے عدالت کے سامنے پیش ہونے میں مقررہ مدت گزر جائے، در آنحالیکہ اس مدت میں مشاہد کے لیے شہادت دینا ممکن ہو تو یہ شہادت قابلِ رد ہوگی۔ جب کہ امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ شہادت رد ہو جائے گی لیکن اقرار و اعتراف (ماسوائے حد شرب کے قبول ہوگا۔ یعنی حد شرب میں اعتراف کی صورت میں بھی تقادم ہے جو کہ منہ سے بول چلے جانے کی مدت ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ منہ سے شراب کی بونہم ہو جانے

۱۔ ڈاکٹر عبدالعزیز، التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۵۲۰، مصر۔

۲۔ ابو زہرہ، البحریۃ والعقوبۃ فی الفقہ الاسلامی، ص ۵۲۵، مصر۔

۳۔ عبدالقادر عودہ، التشریح الجنائی الاسلامی جلد ۱، ص ۷۸، مصر۔

۴۔ المسکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع جلد ۱، ص ۲۶، مصر۔

کے بعد اگر کوئی شخص عدالت کے سامنے یہ اعتراف کرے کہ اس نے فلاں وقت شراب پی تھی تو اس پر حد شرب جاری نہیں ہوگی، البتہ وہ مستحق تعزیر منصوص ہو سکتا ہے۔

دوسری رائے | (مقدماتِ حدود میں) شہادت (بصورتِ تقادم) رد ہو جائے گی اور قرار بہر صورت قابل قبول ہوگا۔ یہاں تک کہ حد شرب میں بھی قابل قبول ہوگا۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابو یوسفؒ کی رائے ہے۔ کیونکہ اقرار میں تاخیر سے شبہ پیدا نہیں ہوتا، اس لیے کہ کوئی شخص اپنی ذات کا دشمن نہیں ہوتا۔ اس لیے اقرار میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے اس کی قوتِ اثبات جرم کم نہیں ہوتی، کیونکہ اقرار میں تاخیر کسی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے کہ پہلے مقررہ تردد ہو کہ میں اقرار کروں یا نہ کروں، لیکن بعد میں وہ خدا ترسی کی بنا پر اقرار کا فیصلہ کر لے۔

تیسری رائے | شہادت میں تاخیر (تقادم) ہو یا اعتراف (اقرار) میں کسی بھی صورت میں یہ تاخیر مانع حد نہیں ہے، اس لیے یہ تاخیر شبہ پیدا نہیں کرتی، کیونکہ قول حق میں تاخیر اس کے باطل ہونے کی دلیل نہیں بنتی۔ یعنی شہادت یا اقرار میں تاخیر اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ شہادت یا اقرار باطل ہے اور بایں صورت یہ تاخیر ایسا شبہ نہیں بنتی جس سے حد ساقط ہو جائے۔ یہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی رائے ہے۔

چوتھی رائے | شہادت یا اقرار کی تاخیر تمام جرائمِ سرقر، زنا اور شراب کے اثبات میں شبہ پیدا کرتی ہے۔

خلاصہ | ہم ان چاروں اقوال و آرا کو تلخیص کے ساتھ حسب ذیل دو نظریات کی صورت میں بیان کر سکتے ہیں۔

پہلے نظریہ کی اساس امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کی رائے پر قائم ہے کہ سزا رائے حد کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی، خواہ شہادت عدالت کے سامنے پیش

۱۔ امام ابن الہمام، فتح القدیر جلد ۴، ص ۱۶۴، مصر۔

۲۔ ابو زہرہ، المجربۃ والعقوبۃ فی الفقہ الاسلامی ص ۲۲۵، مصر۔

کیے جانے میں کتنی ہی تاخیر ہو جائے اور سزا جاری نہ ہو، نیز یہ کہ عدالتی کارروائی کے آغاز میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے، جرم ساقط نہیں ہوتا۔

البتہ اگر ملکی مصالح اور مصالح عامہ اس امر کی مقتضی ہوں کہ تقادم کو تعزیرات اور جرائم تعزیرات کے ساقط کر دینے والا شبہ قرار دے دیا جائے تو عدالتوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ تعزیرات کی حد تک تقادم کو مانع سزا یا مانع اثبات جرم (قرائن) سے کہہ سکتی ہیں۔ بہر حال اس امر کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے کہ تقادم شہادت جرم کے اثبات پر اثر انداز ہوتا ہے یا یہ کہ یہ تاخیر حد کو ساقط کر دینے والا شبہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت میں ایسی کوئی نص موجود نہیں ہے (ماسوا اس اثر کے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے) اس لیے کہ حدود حق اللہ ہیں۔ اور اولوالامر یا عدالت یا مدعی علیہ کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ اس سزا کو ساقط کر دے یا جرم کو ساقط کر دے یا

دوسرے نظریہ کی بنیاد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب کی اس رائے پر قائم ہے کہ تقادم یا تاخیر شہادت قصاص و دیت اور قذف کے جرائم کے اثبات پر اور ان جرائم کی سزائوں کے اجرا پر اثر انداز نہیں ہے۔

جب کہ حدود ثلاثہ — زنا، سرقة، شرب خمر کے اثبات میں اور تمام تعزیرات میں تقادم اثر انداز ہوتا ہے۔

حقوق العباد میں تقادم مانع نہیں ہے۔ اس لیے حد قذف میں تقادم اثر انداز نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں حق العبد (یعنی جس شخص کی ذات پر قذف سے عار آیا ہے اس عار کو دور کرنا) موجود ہے اور نیز اس لیے کہ قذف میں (مقدمہ کی سماعت اور اجرا کے لیے مدعی کی جانب سے) دعویٰ شرط ہے۔ اس لیے تاخیر شہادت انعدام دعویٰ منقوض ہوگی۔ فقہائے احناف سے امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس رائے کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ

ائمہ ثلاثہ کے ہم نوا ہیں۔
 نظریہ تقادم کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ کی رائے کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حرم حد
 (بینا) کی ایک شرط عدم تقادم ہے اور یہ عدم تقادم حدود ثلاثہ — حد زنا، حد سرقہ
 اور حد شرب خمر — میں مشروط ہے جب کہ حد قذف شرط نہیں ہے۔
 حدود ثلاثہ اور قذف میں فرق | حدود ثلاثہ اور قذف میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ شاید (گواہ)
 جب مشاہدہ جرم کرتا ہے تو اس کے سامنے اندوئے شریعت دو راستے ہوتے ہیں:۔
 "یا تو خالصتاً باللہ فوری طور پر گواہی دے کیونکہ فرمان الہی ہے کہ" وَاقِمُْوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ"
 (اور قائم کرو شہادت کو اللہ کے لیے)۔ یا اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کسے کہ فرمان نبوت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ: "مَنْ سَتَرَ عَلَى مَسْلُحٍ سَتَرَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ" (جس نے اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کی اللہ روزِ قیامت اس کے عیوب
 کی پردہ پوشی فرمائے گا) (باقی)

- ۱۔ عبدالقادر عودہ، التشریح الجنائی الاسلامی جلد ۱، ص ۴۴۸، مصر۔
 ۲۔ الباب للمبدائی، جلد ۳، ص ۵۸۔
 ۳۔ حاشیہ ابن عابدین، جلد ۳، ص ۱۴۲، ۱۴۳۔
 ۴۔ الکاسانی بدائع الصنائع، جلد ۱، ص ۴۶، ۴۷۔
 ۵۔ عبدالعزیز عامر، المتعزیر فی الشریعة الاسلامیہ۔
 ۶۔ ابو زہرہ: الجرمیہ والحقوق فی الفقہ الاسلامی، ص ۴۶۔